گوجرخان میں قرآنیات پر ہونے والے کام کا تحقیقی مطالعہ

Translation and exegeses of the Holy Quran in Guger khan

Dr. Abdul Ghafoor
Govt High School Bhagtal Talagang, Punjab, Pakistan
abdulghafoor976@gmail.com

Abstract

Gujar Khan is tehsil of the Rawalpindi district and considered as the center of the Pothohar region. In the 15th century, the Gujjar tribe settled here from Gujarat. The mention of Gujar Khan is found during the reigns of Emperor Jalal-ud-Din Akbar and Sher Shah Suri. The region was established by the Sikh leader Gujjar Singh, or by Khana Gujar, that is why the area is named as Gujar Khan. In this region, scholars have made significant contributions to the translation of the Qurʾān, exegesis(Tafsir), and the sciences of the Qurʾān. Qazi Allah Ditta wrote a Persian translation of the Qurʾān and provided commentary on it in Persian. While some translations and exegeses of the Qurʾān are well-known, others remain relatively obscure. Due to a lack of resources, these translations were not made publicly available. Among these, Molana Syed Pehlwan Shah Kazmi's Persian translation of the Qurʾān and Molana Pir Ghulam Habib's unpublished translation of the first twenty parts of the Qurʾān into Pothohari are particularly noteworthy. Some partial exegeses have also been written in Gujar Khan, though they remain lesser known.In addition to local scholars, other religious figures who migrated from different regions have contributed to spreading the teachings of the Qurʾān by holding Qurʾānic classes. Among them, Molana Ahmad Din Waiz (d. 1907) from Dharabi, district Jehlum, went to Mohera Thakra in the internal area of Nandali, where he conducted missionary work and delivered Qurʾānic lessons. Molana Abdul Mateen served as the Imam and Khateeb at the central mosque in Gujar Khan. Molana Qari Ghulam Hussain was the Khateeb at the famous Mosque of Mahajireen in the town of Daultala. A key question here is: how much work has been done on Qurʾānic studies in Gujar Khan? How many lesser-known translations and exegeses exist, and in which languages were they written? This article

presents an in-depth research study of the lesser-known Qur ʾānic translations and exegeses of Gujar Khan, exploring the methodology of the interpreters (Mufassirs) and their approach to the Qur'anic studies. No detailed research study has earlier been carried out on these translations, exegeses, and Qur ʾānic sciences in the region. This article highlights and discusses these lesser-known Qur ʾānic translations and exegeses.

گوجر خان ضلع راولپنڈی کی قدیم تحصیل ہے اور یہ پوٹھوہار کا مرکز ہے۔ گوجر قوم پندرہویں صدی عیسوی میں گجرات سے نقل مکانی کر کے یہاں آباد ہوئی۔ گوجر خان کا تذکرہ جلال الدین اکبرؒ اور شیر شاہ سوریؒ کے دور میں ملتا ہے۔ گوجر خان کے بارے میں ایک رائے یہ بھی ہے کہ اس کو سکھ سردار گوجر سنگھ نے آباد کیا۔ بعض مصنفین کی رائے یہ ہے کہ اس کو خانا گوجر نے آباد کیا۔اس کی مناسبت سے یہ گوجر خان کہلایا[1]۔اس علاقہ کے اہلِ علم نے ہر شعبہ ہائے زندگی میں خدمات سرانجام دی ہیں۔انہوں نے قرآن مجید کے تراجم، تفاسیر اور علوم القرآن میں خدمات سرانجام دی ہیں۔قرآن مجید کے تراجم اور تفاسیر میں سے کچھ تراجم مشہور ہیں لیکن قرآن مجید کے بعض تراجم اور تفاسیر غیر معروف ہیں۔وسائل کی قلت کی وجہ سے قرآن مجید کے یہ تراجم ،تفاسیر اور علوم القرآن کی کتب منظرِ عام پر نہ آسکیں۔گوجر خان کے اہلِ علم میں سے قاضی اللہ دتاؒ نے قرآن مجید کا اس علاقہ میں پہلا فارسی میں ترجمہ تحریر کیا اور اس پر فارسی میں حواشی تحریر کیے[2]۔ان تراجم میں سے مولانا سید پہلوان شاہ کاظمی کا فارسی میں ترجمہ قرآن اور مولنا پیر غلام حبیب کا پوٹھوہاری میں پہلے بیس پاروں کا غیر مطبوعہ ترجمہ قابلِ ذکر ہیں۔گوجر خان میں کچھ جزوی تفاسیر بھی لکھی گئی ہیں جو کہ غیر مشہور ہیں۔اس علاقہ میں علوم القرآن پر بھی کام ہوا ہے۔گوجر خان کے مقامی علماء کے علاوہ دیگر علاقوں سے نقل مکانی کر کے یہاں آنے والے علماء نے قرآن مجید کی تعلیمات کو عام کرنے کے لیے دروسِ قرآن کا اہتمام کیا۔ان میں سے مولانا احمد الدین واعظؒ متوفی ۱۹۰۷ ساکن دھرابی ضلع جہلم سے موہڑہ ٹھاکرہ داخلی نڑالی میں گئے اور وہاں دعوتی کام کرتے رہے اور قرآن مجی کے دروس دیے[3]۔مولانا عبدالمتینؒ گوجر خان نے قرآن مجید کے دروس کا اہتمام کیا۔گوجر خان میں قاری محمد شریف نے بھی قرآن مجید کے دروس کا اہتمام کیا۔مولانا قاری غلام حسین گوجر خان کے معروف قصبہ دولتالہ میں مسجد مہاجرین میں خطیب ہیں۔ان اہلِ علم نے قرآنی خدمات سرانجام دی ہیں۔اس میں بنیادی سوال یہ ہے کہ گوجر خان میں کس قدر قرآنیات پر کام ہوا؟اس میں غیر معروف تراجم اور تفاسیر کتنے کیے گئے ہیں؟اور کن زبانوں میں تراجم و تفاسیر تحریر کیے گئے ہیں اور علوم القرآن میں اس علاقہ میں کس قدر کام ہوا؟اس مقالہ میں گوجر خان کے اہلِ علم کے قرآن فہمی کا مختصر جائزہ پیش کیا گیا ہے اور گوجر خان میں قرآن مجید کے تراجمِ، تفاسیر اور علوم القرآن کی کتب کی اختصار سے نشاندہی کی گئی ہے۔گوجر خان میں ان تراجمِ قرآن، تفاسیر اور علوم القرآن پر پہلے کوئی جامع تحقیقی کام نہیں ہوا۔ اس لیے اس آرٹیکل میں گوجر خان میں اہلِ علم کی قرآنیات میں خدمات کو زیرِ بحث لایا گیا ہے۔

۱۔فارسی ترجمہ قرآن از مولانا سید پہلوان شاہ مشہدیؒ متوفی ۱۹۱۸ء

مترجم کے احوال وآثار:

مولانا غلام مرتضیٰ شاہ مشہدی المعروف سید پہلوان شاہ مشہدیؒ موضع کنیال بجرانہ تحصیل گوجر خان میں پیدا ہوئے۔انہوں نے ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی۔ان کے والد سید غلام مصطفی شاہ مشہدی عالمِ دین تھے۔سید غلام مصطفی شاہ کاظمی نے موضع کنیال بجرانہ میں ایک مدرسہ کی بنیاد رکھی اور اس میں زندگی بھر تدریس کرتے رہے۔آپ کے آباؤاجداد ایران سے کشمیر آئے اور پھر انہوں نے کشمیر سے گوجر خان کے گاؤں کنیال بجرانہ میں ہجرت کی۔ان کی وفات کے بعد سید پہلوان شاہ نے اس کام کو آگے بڑھایا۔

فوج میں ملازمت:

سید پہلوان شاہ مشہدیؒ نے اپنے والد کے مدرسہ میں کچھ عرصہ تدریس کرنے کے بعد فوج میں شمولیت اختیار کر لی جس کی وجہ سے بجرانہ میں تدریس قائم نہ رکھ سکے۔اس کی وجہ مسلمانوں کو بے راہ روی سے بچانا تھا:اکرام الحق راجہ لکھتے ہیں:آپ کے والد سید غلام مصطفی شاہ مشہدی تمام عمر اسلامی تعلیمات سے بچوں کو بہرہ ور کرتے رہے اور پھر آپ کی وفات کے بعد اس عظیم کام کی تکمیل کا بیڑا سید پہلوان شاہ مشہدی نے اٹھایا مگر انگریزوں کے پنجاب پر قبضے اور مسلمانوں کی پنجاب میں شمولیت کے سبب آپ اس کی تکمیل جاری نہ رکھ سکے کیونکہ آپ کے نزدیک اس سے زیادہ اہم کام ان مسلمانوں کو بے راہ روی سے بچانا تھا جو بحالتِ مجبوری برطانوی حکومت کی افواج میں شامل ہو گئے تھے۔چنانچہ آپ نے ان مسلمانوں کو بے راہ روی سے بچانے کے لیے فوج میں شمولیت اختیار کر لی اور پشاور چھاونی میں اپنی خدمات سرانجام دینے لگے۔پشاور میں تادمِ آخر آپ نے مسلمانوں کو عیسائیت سے دور رکھا"[4]۔ان کی وفات دورانِ سروس ۷۴ سال کی عمر میں وانا کے مقام پر ہوئی۔ان کے جسدِ خاکی کو بجرانہ میں لایا گیا۔ان کے پوتے ثاقب امام کا موقف یہ ہے کہ ان کی وفات ۱۹۱۸ء میں ہوئی۔

فارسی میں ترجمہ قرآن:

گوجر خان اور اس کے مضافات میں فارسی زبان کے کچھ تراجم کا اہلِ علم نے ذکر کیا۔ان تراجم میں سے ایک فارسی ترجمہ جو بیسویں صدی کے آغاز میں کیا گیا ہے،وہ ترجمہ قرآن سید پہلوان شاہ کاظمی نے کیا سید پہلوان شاہ مشہدی نے فوج میں ملازمت کے دوران قرآن مجید کے متعدد سورتوں کا ترجمہ کیا تھا۔ان متعدد سورتوں کے ترجمہ کا ذکر تاریخ گوجر خان میں بھی کیا گیا ہے۔اکرام الحق راجہ مولانا پہلوان شاہ مشہدی کے ترجمہ قرآن کے بارے میں لکھتے ہیں: ترجمہ "سید پہلوان شاہ مشہدی ماہر خطاط بھی تھے۔آپ کو فارسی اور عربی زبان پر مکمل عبور تھا۔آپ نے قرآن مجید کے متعدد فارسی زبان میں ترجمے کیے جو کہ قلمی صورت میں ہیں مگر ان کو شائع نہ کروا سکے تاہم یہ قلمی نسخے ان کے بیٹے سید اصغر علی شاہ مشہدی کے پاس اپنی اصلی حالت میں موجود ہیں"[5]۔اکرم راجہ نے فارسی میں متعدد فاسی ترجموں کا ذکر کیا ہے۔اس سے شاید ان کی مراد قرآن مجید کی مختلف سورتوں اور اجزاء کے تراجم ہیں۔اب ان کے پوتے سید ثاقب امام رضوی اور سید منتظر امام ہیں۔ان کا موقف یہ ہے کہ ان کے تایا سید اصغر علی کی وفات سے پہلے یہ قلمی کام ایک صندوق میں محفوظ تھا۔اس قلمی ترجمہ کے بارے میں سید منتظر امام کا یہ موقف ہے کہ یہ ترجمہ لائبریری سے چوری ہو گیا۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ترجمہ موجود تھا بعد میں مفقود ہو گیا۔

ترجمہ قرآن کا منہج واسلوب:

یہ ترجمہ بامحاورہ عام فہم ترجمہ تھا۔انہوں نے آرمی میں عام فہم انداز میں لکھا تھا۔

۲۔ تفسیر سورت فاتحہ از مولوی محمد فضل خانؒ متوفی ۱۹۳۸ء

مولوی فضل خانؒ گوجر خان کے گاؤں چنگا بنگیال میں پیدا ہوئے۔انہوں نے ابتدائی تعلیم اپنے علاقہ کے علماء سے حاصل کی۔ان کے پوتے منیر الدین احمد لکھتے ہیں "میرے آباواجداد کا تعلق چنگا بنگیال تحصیل گوجر خان ضلع راول پنڈی سے ہے جو گوجر خان سے کلر سیداں جانے والی سڑک پر سات میل کے فاصلے پر واقع ہے"[6]۔مولوی فضل خان کی زندگی میں بڑے فکری نشیب و فراز پیش آئے۔وہ ہندوستان میں مرزا غلام احمد قادیانی کے افکار سے متاثر ہوئے اور ان سے وابستہ ہو گئے۔انہوں نے اپنے خاندان میں تبلیغ شروع کی۔ان کی دعوت پر ان کے خاندان کے لوگوں نے بھی مرزا غلام احمد قایانی کے افکار قبول کر لیے۔ان کے پوتے منیر الدین احمد لکھتے ہیں: دادا جان اپنے خاندان میں سے پہلے شخص تھے جنہوں نے احمدیت کو قبول کیا تھا آپ کے علم و فضل کا اس زمانے میں شہرہ ہو چکا تھا اور پٹھوہار کے علاقے میں آپ کو سب لوگ مولوی محمد عمر بخش نقشبندی مجددی کا جانشین مانتے تھے جس کے سبب بہت سے لوگوں نے آپ کی پیروی میں مرزا غلام احمد قادیانی کی بیعت کر لی۔ بالخصوص خاندان کے بیشتر افراد دادا جان کی ترغیب پر احمدی ہو گئے۔جماعت احمدیہ کی فقہ کی بنیاد رکھی۔۔۔ مگر دادا جان نے اپنی زندگی کے آخری برسوں میں جماعتِ احمدیہ سے علیحدگی کا اعلان کر دیا۔آپ نے یہ قدم نہ تو بلاوجہ اٹھایا اور نہ ہی اس کے پیچھے ذاتی انا کا کوئی ہاتھ تھا۔آپ خود جانتے تھے کہ یہ چیز آپ کی زندگی کی کہانی کو ایک المیہ ڈرامے میں بدل کر رکھ دے گی، کیونکہ اس موقع پر کوئی آپ کا ساتھ نہ دے گا۔آپ خود اپنے عزیزوں سے بھی یہ توقع نہ رکھ سکتے تھے کہ وہ آپ کی خاطر جماعت احمدیہ سے قطع تعلق کرنے کو تیار ہوں گے۔وہ لوگ اس جماعت کے نظام کا حصہ بن چکے تھے۔ان کے لیے یہ ممکن نہ تھا کہ وہ سنجیدگی کے ساتھ ان وجوہات پر غور کرتے جن کی بنا پر دادا جان خود اپنے سائے پر سے پھلانگنے کے لیے تیار ہو گئے تھے[7]۔مولوی فضل خان چنگوی کے پوتے کی تحریر سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ مولوی فضل خان قادیانیت سے تائب ہو کر مسلمان فوت ہوئے۔یہ مولوی فضل خان کے گھر سے ان کے مسلمان ہونے کی شہادت مل رہی ہے۔ان کا جنازہ بھی مسلمان نے پڑھایا تھا۔اس کے علاوہ ان کے اسلام کی طرف رجوع کے بارے میں گوجر خان کے سہروردی مشائخ میں بھی تذکرہ موجود ہے[8]۔

سورت فاتحہ کی تفسیر:

مولوی فضل خانؒ نے سورت فاتحہ نے تفسیر تحریر کی تھی۔اس کا ذکر ان کے پوتے منیر الدین احمد نے کیا ہے۔ان کے پوتے منیر الدین احمد مولوی فضل خان کا تعارف کراتے ہوئے لکھتے ہیں: دادا جان حضرت مولوی محمد فضل خان چنگوی کا شمار ہندوستان میں بیسویں صدی کے نامور مصنفین میں ہوتا ہے"[9]۔وہ مزید لکھتے ہیں: ''مزید برآں آپ نے ایک رسالہ تفسیر سورۃ فاتحہ کے موضوع پر اور ایک کتابچہ ردِ عیسائیت کے بارے میں بھی شائع کیا[10]۔اس تفسیر کے بارے میں معلوم نہیں ہو سکا کہ اس تفسیر کا آغاز کب ہوا اور اس کا اختتام کب ہوا۔اس کی ضخامت کتنی تھی۔ان کے پوتے کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے

سورت فاتحہ کی تفسیر لکھی تھی۔ ممکن ہے ان کے خاندن میں یہ تفسیر موجود ہو اور مولوی فضل خان کی لائبریری کی کتب میں موجود ہو۔

تفسیر کا منہج واسلوب و کیفیت:

یہ تفسیر منظرِ عام سے غائب ہے۔ان کے پوتے نے اس کا تذکرہ کیا ہے۔ شاید اس کا قلمی نسخہ اس کسی لائبریری سے مل جائے۔

۳۔ تفسیر سورت فاتحہ از مولانا قاضی محمد ارشاد الٰہی فیضیؒ (متوفی ۱۹۸۵ء)

مفسر کے احوال و آثار:

مولانا قاضی ارشاد الٰہی فیضی نقشبندیؒ ۱۳۳۵ھ مطابق ۹ فروری ۱۹۱۷ء کو موضع لودے[11] تحصیل گوجرخان ضلع راولپنڈی میں پیدا ہوئے۔آپ نے درسِ نظامی کی تعلیم اپنے تایا مولانا گوہر علی علوی سے حاصل کی۔آپ نے درسِ نظامی کی تعلیم سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد گوجرخان میں دینی خدمات سرانجام دیں۔آپ نے عربی معلم کے طور پر خدمات سرانجام دیں۔ مولانا قاضی ارشاد الٰہی نے جامعہ نعمانیہ لاہور میں میں بحیثیت شیخ الحدیث خدمات سرانجام دیں[12]۔ان کے فتاویٰ اور کچھ کتب کا تذکرہ ملتا ہے۔ قاضی ارشاد الٰہی فیضی خواجہ محمد سید چوراہی[13] سے بیعت تھے۔انہوں نے علوم القرآن میں ارشاد الرحمان فی تردید بلغۃ الحیران اور توفیق الرحمان علیٰ تغلیط بلغۃ الحیران، جواہر البیان فی تفسیر القرآن المعروف تفسیر عصامی تحریر کی[14]۔انہوں نے تفسیر میں معاصر تفاسیر پر نقد کیا۔ مولانا ارشاد الٰہی فیضی ۱۴۰۵ھ مطابق ۱۹۸۵ء میں فوت ہوئے۔

جواہر البیان فی تفسیر القرآن المعروف تفسیر عصامی

مولانا قاضی ارشاد الٰہی نے ۱۳۷۹ھ مطابق ۱۹۶۰ء کو اس تفسیر کا آغاز کیا[15]۔ مقالہ نگار کو سورت فاتحہ میں سے بسم اللہ کی تفسیر ملی ہے جو کہ ۱۲۸ صفحات پر مشتمل ہے۔اس کو ان کے بیٹے قاضی محمد انوار الٰہی نے شائع کی۔آپ نے مکمل تفسیر کا ارادہ کیا ۔سورت فاتحہ تک مطبوعہ ہے۔ یہ تفسیر سورت فاتحہ تک شائع ہوئی ہے۔

تفسیر کا اسلوب:

قاضی ارشاد الٰہی نے اپنی تفسیر کو تفصیل سے تحریر کیا۔انہوں نے بسم اللہ کی تفسیر سو سے زائد صفحات میں لکھی۔اس تفسیر میں دیگر معاصر تفاسیر پر نقد کیا گیا ہے۔

۴۔ ترجمۃ القرآن از مولانا سید محمد وجیہ السیماء عرفانیؒ: متوفی ۱۹۹۱ء

سید محمد وجیہ السیماء عرفانیؒ تحصیل گوجرخان گے گاؤں لودے میں ۱۹۲۰ء میں پیدا ہوئے۔آپ کا تعلق سادات گھرانے سے تھا۔آپ کے والد سید محمد ہادی عالمِ دین تھے اور تصوف کے میں بھی اہم مقام رکھتے تھے۔ سید وجیہ السیماء مادر زاد ولی تھے۔آپ نے ایک سال سے بھی کم عرصہ میں حفظ مکمل کیا اور اس کے بعد درسِ نظامی کی تعلیم حاصل کی۔اس کے ساتھ انہوں نے سکول اور کالج سے عصری تعلیم بھی مکمل کی۔ سید وجیہ السیماء عرفانی کو سعدیؒ، جامیؒ، حافظ شیرازیؒ، علامہ اقبال کے کلام سے

خصوصی دلچسپی تھی۔ان کو عربی، فارسی، فرانسیسی، اردو، پنجابی، سنسکرت اور جرمن زبانوں پر عبور تھا۔ریڈیو پاکستان میں مترجم کے طور پر کام کیا۔ فنِ ترجمہ میں ان کو کامل عبور حاصل تھا۔ڈاکٹر ہمایوں عباس شمس لکھتے ہیں": پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے فلسفہ کیا۔ درسِ نظامی میں بھی علماءِ وقت سے کسبِ فیض کیا۔ عربی، فارسی، فرانسیسی، اردو، پنجابی، سنسکرت اور جرمن زبانوں پر عبور تھا۔ ریڈیو پاکستان میں مترجم کے طور پر کام کیا۔ فنِ ترجمہ میں ان کو کامل عبور حاصل تھا۔انہوں نے ۱۹۴۳ء میں اپنی عملی زندگی کا آغاز صحافت سے کیا۔ وہ مختلف اخبارات سے وابستہ رہے"[16]۔انہوں نے نعتیہ مجموعہ میرے حضورﷺ پر ایک نظر ۵۴ نعتوں پر مرتب کیا۔ حرف جمال، خواجہ ہی خواجہ، سراپائے جمال، گنجینہ صالحین اور غنچہ شوق ان کی معروف کتب ہیں۔انہوں نے شعری صنف غزل کو بھی اپنایا۔انہوں نے تمام قومی اخبارات میں لکھا۔ان کا انتقال ۲۲ فروری ۱۹۹۱ء کو ہوا اور لاہور کے قریب سندر شریف میں دفن ہوئے۔[17]

عرفان القرآن:

مولانا سید وجیہ السیما عرفانی نے اردو میں عرفان القرآن کے نام سے ترجمہ قرآن کیا۔ان کے سجادہ نشین فرزند سید محمد حبیب عرفانی چشتی ہیں لکھتے ہیں:"قبلہ والد گرامی نے یہ ترجمہ قرآن مجید ۱۹۷۷ء میں کیا اور اس کو اپنی ہی آواز میں ریکارڈ کروایا یہ ترجمہ نہایت صحیح، سلیس اور بامحاورہ ہے بلکہ قرآنی عبارت کا اصل مفہوم پڑھنے والے تک پہنچاتا ہے"[18]۔

یہ قرآن مجید کا اردو میں بامحاورہ ترجمہ ہے اور عام فہم ترجمہ ہے۔یہ ان کے جانشین سید محمد حبیب عرفانی نے سندر شریف سے شائع کیا۔ان کا ترجمہ قرآن یوٹیوب پر قاری غلام رسول کی آواز میں بھی موجود ہے۔

سورت فاتحہ کی ابتدائی پانچ آیات کا ترجمہ ملاحظہ کیجیے۔سب سے پہلے بسم اللہ کا ترجمہ کیا گیا ہے۔

میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں بہت رحم کرنے والا بہت رحمتوں والا۔

تعریف والی ہر بات اللہ تعالیٰ ہی کی ہے۔جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے

بہت رحم کرنے والا۔ بڑی رحمتوں والا وہ انصاف کے دن کا مالک ہے۔ہم صرف تیری بندگی میں ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں۔ ہمیں صحیح سیدھے راستے پر لیے چل[19]۔(آیات ا۔۵)

قرآنی خدمات

مولانا سید وجیہ السیما عرفانی نے قرآن مجید کا ترجمہ بھی کیا ہے[20]۔اس ترجمہ کا ذکر ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس نے اپنے ایک مضمون قرآن کریم کے چند غیر معروف اردو تراجم میں کیا ہے۔ ترجمہ قرآن ان کے بیٹے حبیب عرفانی نے لاہور سے شائع کیا[21]۔ان کے ترجمہ قرآن کی خصوصیات درج ذیل ہیں۔

تفسیری ترجمہ

انہوں نے بعض مقامات پر تفسیری اور تشریحی ترجمہ کیا۔ مثلاً سورت الکوثر میں الکوثر کا تفسیری ترجمہ کیا۔ یارسول اللہ بے شک ہم نے آپ کو ہر خیر و برکت کی انتہائی بہتات عطا فرمادی ہے[22]۔

آدابِ رسالت کا خیال رکھنا

مولاناوجیہ السیمانے ترجمہ قرآن میں تواور تم استعمال نہیں کیا۔اس کی جگہ آپ کا لفظ استعمال کیا مثلاقل هو الله احد یا رسول اللہ آپ فرما دیجیے وہ اللہ ایک ہی ہے[23]۔

اردو روز مرہ میں معروف اسلوب اپنانا:

اردو روز مرہ میں معروف اسلوب اپنایا جیسے تبت يدا ابى لهب و تب ما اغنیٰ ابو لہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ جائیں اور ابو لہب مر دہ باد[24]۔

اعتراض اور اشکال کو حل کرنے والا ترجمہ

مولانا وجیہ السیما عرفانیؒ نے ترجمہ میں ہی اعتراضات کے جواب کو واضح کیا۔ سورت فاتحہ کی آیت نمبر ۵ دیکھیے۔اهدنا الصراط المستقيم[25] ہمیں سیدھے اور صحیح راستے پر لیے چل[26]۔

ترجمہ قرآن میں لغوی مفہوم کو پیشِ نظر رکھنا:

سورت احقاف کا ترجمہ و من اضل ممن یدعو من دون اللہ اور اس سے زیادہ گمراہ کون ہے جو اللہ تعالی کو چھوڑ کر اس اسے پکارے جو قیامت کے دن تک اسے جواب نہ دے سکے اور وہ ان کی آواز ہی سے بے خبر ہیں[27]۔یا ایھا النبی انا ارسلناک شاھدا اے نبی مکرم ﷺ بے شک ہم ہی نے آپ کو شاہد بنا کر بھیجا ہے[28]۔

ترجمہ قرآن کے کمزور پہلو:

مولانا وجیہ السیماء عرفانی کا ترجمہ بعض مقامات پر متنِ قرآن سے مطابقت نہیں رکھتا۔اس لیے اس کو ترجمہ قرآن کے بجائے قرآن کی ترجمانی ہی کہنا چاہیے۔بعض مقامات پر مفہوم الفاظ کا ساتھ نہیں دیتا۔

۵۔سیدنا عیسیٰؑ قرآن کی نظر میں از علامہ مشتاق حسین چشتیؒ متوفی ۲۰۰۲ء

علامہ مشتاق احمد چشتیؒ ۱۹۴۳ء میں تحصیل گوجر خان اور تحصیل کہوٹہ کے سنگم پر واقع گاؤں بھاٹہ میں پیدا ہوئے۔انہوں نے میٹرک کا امتحان بھاٹہ ہائی سکول سے پاس کیا۔انہوں نے دینی تعلیم اپنے علاقہ کے اہلِ علم سے حاصل کی۔انہوں نے مولانا ڈاکٹر عبدالقادر شاہ سے ٹینچ بھاٹہ راولپنڈی میں تعلیم حاصل کی۔انہوں نے مروجہ دینی علوم کے ساتھ پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے اسلامیات کیا۔آپ نہ صرف کامیاب معلم بلکہ ایک خطیب اور عالمِ دین بھی تھے۔انہوں نے مندرہ کے قریب بانٹھ موڑ پر جامعہ چشتیہ ربانیہ کی بنیاد رکھی۔۱۹۸۰ء میں یورپ چلے گئے اور مانچسٹر میں ایک اسلامی سنٹر کی بنیاد رکھی۔انہوں نے اوسلو میں پہلی جامع مسجد کی بنیاد رکھی۔انہوں نے یورپ میں بیس سال تک تعلیمی اور دعوتی خدمات سرانجام دیں۔انہوں نے عیسائیوں اور مستشرقین کے اسلام اور رسول اللہ ﷺ کے خلاف زہریلے پراپیگنڈوں کا تحریری جواب دیا اور اپنے دروس اور خطبات میں اسلامی تعلیمات کے خلاف عقائد و نظریات کی تردید کی۔۔ان کی وفات ۳۰ ستمبر ۲۰۰۲ء میں ہوئی۔ ان کے جسد کو پاکستان میں لایا گیا اور جامعہ چشتیہ ربانیہ میں دفن کیا گیا[29]۔

تصانیف:

انہوں نے دین کامل،اسلامی زندگی،نورِ ہدایت،شاتمانِ رسول کا انجام،یورپ پر معلمِ اعظم کے احسانات،خاتم النبیین کا مفہوم،قادیانی غیر مسلم کیوں،اسلام کے خلاف ہول ناک سازش،ختمِ نبوت کورس،اور سیدنا عیسیٰ قرآن کی نظر میں کتب تحریر کیں[30]۔

قرآنی خدمات: سیدنا عیسیٰ قرآن کی روشنی میں

مولانا مشتاق حسین چشتیؒ نے قرآن مجید سے متعلق خدمات سرانجام دی ہیں۔انہوں نے ''سیدنا عیسیٰ قرآن کی نظر میں ''کتاب تالیف کی۔انہوں نے یورپ میں رہ کر مسیحیوں اور مستشرقین کے اعتراضات کے مدلل جوابات دیے۔انہوں نے حضرت عیسیٰؑ کے مقام کو قرآن مجید کی روشنی میں واضح کرنے کے لیے یہ کتاب تحریر کی

۶۔عمدۃ البیان فی تفسیر مشکلات القرآن از مولانا عبد الغنی شیداؒ متوفی ۲۰۰۶ء

مفسر کے احوال وآثار:

مولانا عبد الغنیؒ ۱۹۳۰ء میں گوجر خان کے گاؤں منجوٹھہ میں پیدا ہوئے۔ان کا تخلص شیدا تھا۔ان کا منظوم کلام غیر مطبوعہ ہے۔انہوں نے ابتدائی تعلیم بیول میں حاصل کی۔ان کو سات سال کی عمر میں ۱۹۳۴ء میں سکول میں داخل کرایا گیا۔ابتدائی تعلیم کے دوران ان کی والد کی وفات پر تعلیم کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔انہوں نے ۱۹۵۰ء میں حضرت مولانا احمد علی لاہوری سے تعلق قائم کیا اور ان سے بیعت ہوئے۔انہوں نے درسِ نظامی کے تمام علوم وفنون ٹوبہ ٹیک سنگھ میں مولانا سلمان عباسی سے حاصل کیے اور ان کی فراغت ۱۹۶۲ء میں ہوئی۔انہوں درسِ نظامی کے ساتھ طب کی تعلیم بھی حاصل کی۔۱۹۶۸ء میں طبیہ کالج لاہور سے طب کی تعلیم مکمل کی۔انہوں نے فراغت کے بعد دعوتی کا کام شروع کیا۔وہ چونیاں میں اور لاہور میں مسجد فاروق گنج میں خطیب رہے[31]۔اس کے بعد انہوں نے اپنے آبائی علاقہ میں دعوتی کام شروع کیا۔ان کی درج ذیل کتب مطبوعہ ہیں۔اصحابِ رسول ﷺ قرآن کی نظر میں،ہجرتِ نبوی ومعیتِ صدیقی،تفسیر آیت مباہلہ،عمدۃ البیان،اسلام میں عورت کی حکومت اور بہارِ زندگی ہیں۔ان کی وفات۔۲۰۰۶ء میں ہوئی[32]۔

مولانا عبد الغنیؒ کی قرآنی خدمات:

مولانا عبد الغنیؒ کی قرآنی خدمات بھی سرانجام دی ہیں۔انہوں نے گوجر خان میں قرآن مجید کے دروس دیے۔درسِ قرآن کیا۔ان دروس کے علاوہ ان کی قرآنیات پر تین کتب بھی موجود ہیں۔ایک کتاب قرآن مجید کے مشکل مقامات کی جامع تفسیر اور حل ہے اور یہ تفسیر عمدۃ البیان کے نام سے مطبوعہ ہے اور اس کے علاوہ سورت آلِ عمران کی آیت نمبر ۶۱ کی جامع تفسیر الگ سے مطبوعہ ہے۔اس میں حدیثِ کساء اور اہل بیت کے مصداق پر مفصل گفتگو کی گئی ہے۔اس کے علاوہ عبد الغنی شیدا نے اصحابِ رسول قرآن کی نظر میں قرآنیات پر کتاب تحریر کی ہے۔مولانا عبد الغنی شیداؒ کی تفسیری خدمات کا مختصر تذکرہ دیا جارہا ہے۔

۱۔عمدۃ البیان فی تفسیر مشکلات القرآن کا تعارف

ہر دور کے اہلِ علم نے قرآن مجید کے مشکل مقامات کی تفسیر کی ہے اسی طرح گوجر خان میں قرآن مجید پر کے متن اور تفسیر میں مشکل مقامات پر ایک عمدہ کام ہوا ہے۔ مولانا عبد الغنی نے قرآنیات میں عمدۃ البیان فی تفسیر مشکلات القرآن مرتب کی۔ انہوں نے ٹوبہ ٹیک سنگھ میں مولانا سلمان احمد سے ۱۹۶۰ء میں ترجمہ اور تفسیر پڑھا اور ان کے تفسیری افادات کو جمع کیا اور اس میں اپنی طرف سے اضافے بھی کیے ہیں۔ مولانا عبد الغنی نے قرآن مجید کی مشکل تراکیب اور نحوی صرفی اشکالات کے جوابات دیے ہیں[33]۔ مولانا سلمان لکھتے ہیں: ''مؤلف نے اس مجموعہ میں میرے املی کے ساتھ ساتھ متعدد تفاسیر مثلاً بیضاوی، جلالین، خازن اور مدارک کے اقتباس درج کر دیے ہیں اور اپنی طرف سے بہت کچھ اضافے کیے''[34]۔ یہ قرآن کے مشکل مقامات کے تفسیری نوٹس ہیں[35]۔

عمدۃ البیان کا تفسیری منہج:

مولانا عبد الغنی شیدا نے اس کتاب کو اختصار اور جامعیت سے مرتب کیا۔ کتاب کے اختتامیہ میں تحریر کرتے ہیں: میں نے ایک منفرد راستہ اختیار کیا ہے نہ پورے قرآن کی آیات لکھیں نہ پورے احکام کی۔ میں نے مشکل مقام کا انتخاب کیا ہے۔ مثلاً نحوی اشکال، کلامی مباحث اور فلاسفہ کے وارد کردہ سوالات اور ان کا جواب لکھا ہے۔ اور قرآن کریم کی حقانیت مخالفوں کے سامنے ثابت کی ہے[36]۔ یہ تفسیر اہلِ علم کے لیے تحریر کی گئی ہے۔ لکھتے ہیں: ''سوالات چونکہ مشکل تھے تو جواب بھی مشکل ہی ہیں۔ یہ قرآن مجید کے صرف مشکلات کی تفسیر ہے۔ مکمل متنِ قرآن بھی نہیں دیا گیا۔ صرف مشکلات القرآن کی آیات کا متن دیا گیا ہے۔ اس میں ترجمہ شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری کا ترجمہ دیا گیا ہے اور اردو تفاسیر میں سے تفسیر عثمانی اور عربی تفاسیر میں سے تفسیر بیضاوی اور تفسیر مدارک کے حوالہ جات دیے گئے ہیں''[37]۔ عمدۃ البیان کو ۱۶ نومبر ۱۹۹۹ء کو پریس میں دیا گیا اور نظر ثانی کے بعد ۱۴۲۱ھ مطابق ۲۰۰۰ء میں شائع ہوئی[38]۔

۲۔ تفسیر آیت مباہلہ از مولانا عبد الغنی شیداؒ

مولانا عبد الغنی شیدا نے سورت آلِ عمران کی آیت نمبر ۶۱ کی جامع تفسیر تحریر کی۔ اس میں انہوں نے اہلِ بیت کے مفہوم اور حدیثِ کساء پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ یہ ۹۶ صفحات پر مشتمل ہے اور مطبوعہ ہے۔

۳۔ اصحابِ رسول قرآن کی نظر میں از مولانا عبد الغنی شیداؒ

مولانا عبد الغنی شیدا نے اس میں صحابہ کرام کے قرآنی فضائل کا تفصیل سے ذکر کیا۔ اس کو جمعیت محبین صحابہ مدنی مسجد فاروق گنج لاہور نے شائع کیا۔ اس کی طبع اول ۱۹۷۹ء میں جمعیت محبینِ صحابہ نے کی۔ یہ ۱۷۵ صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ چار ابواب اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے۔ یہ کتاب اس موضوع پر اردو میں پہلی مفصل کتاب ہے جس میں رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کے متعلق قرآن مجید کی آیات جمع کی گئی ہیں اور ان کا ترجمہ بھی ساتھ دیا گیا ہے۔ اس میں ان تمام آیات کو جمع کیا گیا ہے جن کی کچھ بھی صحابہ کرام سے تعلق ہو۔ اس کتاب سے ان کا مقصود صحابہ کا قرآنی تذکرہ کر کے ان لوگوں کی اصلاح مقصود ہے جن کے قلوب و اذہان میں صحابہ کرام کا صرف تاریخی مقام موجود ہے۔

۷۔انگریزی ترجمہ قرآن از مولانا ڈاکٹر مشرف حسین

مترجم کے احوال وآثار:

مولانا ڈاکٹر مشرف حسین گوجر خان کے قصبہ بھاٹہ میں ۱۹۵۸ء میں پیدا ہوئے۔ان کے والدین انگلینڈ چلے گئے۔ انہوں نے ابتدائی تعلیم یورچپ میں حاصل کی۔انہوں نے بائیو کیمسٹری میں سائنسی تعلیم حاصل کی۔انہوں نے برطانیہ سے پی ایچ ڈی کی اور سائنسدان کی حیثیت سے یونی ورسٹی سے منسلک رہے۔انہوں نے علومِ اسلامیہ کی تعلیم جامعہ غوثیہ بھیرہ سے حاصل کی[39]۔انہوں نے دینی تعلیم کے ساتھ اعلیٰ عصری تعلیم بھی حاصل کی۔انہوں نے دینی علوم کی تحصیل کے بعد یورپ کے شہر نوٹنگھم میں مستقل قیام کیا۔وہ برطانیہ میں جامعہ کریمیہ کے متہم ہیں۔وہ مسلم ہینڈز انٹرنیشنل کے سینیئر ٹرسٹی ہیں۔انہوں نے برطانیہ میں مسلم بورڈنگ سکول قائم کیا۔وہ مسلم کرسچن فورم کے چیئرمین رہے۔ڈاکٹر مشرف کے ترجمہ قرآن کو گوجر خان کے تراجم میں اس لیے شامل کیا گیا ہے کہ ڈاکٹر مشرف حسین کا آبائی علاقہ گوجر خان کا قدیم قصبہ بھاٹہ ہے اور ان کا گھر اب بھی یہاں موجود ہے۔ڈاکٹر مشرف حسین یہاں آتے جاتے رہتے ہیں۔وہ فی الحال علمی کاموں کی وجہ سے یورپ میں مقیم ہیں۔

انگریزی ترجمہ قرآن کا تعارف:

ڈاکٹر مشرف نے انگریزی میں The Majestion Quran کے نام سے آسان انگریزی میں ترجمہ قرآن کیا۔ انہوں نے ہر سورت کے آغاز میں مختصر تعارف پیش کیا اور قرآن مجید کے عربی متن کے بغیر ترجمہ لکھا۔یہ ترجمہ Invitation publishing LTD 512.524 Berridge West NOTTINGHAM سے شائع ہوا۔اس کا پہلا ایڈیشن ۲۰۲۰ء میں قرآن مجید کے متن کے بغیر شائع ہوا۔یہ ۵۷۱ صفحات پر مشتمل ہے۔

۸۔پوٹھوہاری ترجمہ قرآن از مولانا پیر سید حبیب شاہ بخاری

مترجم کے احوال وآثار:

مولانا پیر حبیب شاہ بن پیر سید حاجی شاہ ۱۹۴۱ء میں موضع بھائی خان تحصیل گوجر خان میں پیدا ہوئے۔انہوں نے ابتدائی تعلیم کا آغاز گوجر خان سے کیا اور میٹرک تک تعلیم گوجر خان میں حاصل کی۔ان کے دادا پیر سید شرف شاہ بخاری سہنسہ ضلع کوٹلی کشمیر سے یہاں آئے۔ پیر سید حبیب شاہ نے مولانا عبدالغفور ہزارویؒ[40] سے وزیر آباد میں دو سال تعلیم حاصل کی اور ان سے ترجمہِ قرآن اور تفسیر کی تعلیم حاصل کی۔انہوں نے فیصل آباد میں مولانا سردار احمدؒ[41] سے حدیث کی تعلیم حاصل کی۔انہوں نے مختلف مقامات پر امام و خطیب کے طور پر خدمات سرانجام دیں۔اان کو گوجر خان میونسپل کمیٹی میں ملازمت ملی جہان وہ ۲۶ سال سروس کرتے رہے[42]۔

پوٹھوہاری زبان میں ترجمہ قرآن

مولانا حبیب شاہ بخاری نے بیسویں صدی کے آواخر میں پوٹھوہاری زبان میں ترجمہ کا آغاز کیا۔انہوں نے اب تک ساڑھے اکیس پاروں کا بامحاورہ ترجمہ قرآن کیا ہے۔اس کی تسوید و تصحیح پر کام باقی ہے۔

ترجمہ کا منہج واسلوب:

ا۔ ترجمہ قرآن از مولانا حبیب بامحاورہ ترجمہ ہے [43]

۲۔ پیر حبیب شاہ بخاری نے مولانا احمد رضا خان بریلوی کے ترجمہ قرآن ''کنزالایمان فی ترجمۃالقرآن کو پوٹھوہاری ترجمہ کی بنیاد بنایا۔

۳۔ یہ ترجمہ غیر مطبوعہ ہے۔

۹۔ ترجمہ قرآن از مفتی محمود حسین شائق

مفتی محمود حسین شائق گوجرخان کے گاؤں پک کھوہ میں ۱۹۵۲ء پیدا ہوئے۔انہوں نے ابتدائی تعلیم بیول سے حاصل کی اورانہوں نے حفظِ قرآن گلہار شریف آزاد کشمیر میں مکمل کیا اور درسِ نظامی کی ابتدائی کتب بھی کوٹلی آزاد کشمیر سے حاصل کی۔انہوں نے حدیث کی تعلیم کی تکمیل فیصل آباد سے کی اور کچھ درسی کتب کی تعلیم بندیال میں بھی حاصل کی۔انہوں نے دینہ میں اسلامی علوم کی تدریس کی۔وہ منگلا میں واپڈا کے زیرِاہتمام مسجد میں کشمیر کالونی میں مستقل خطیب رہے۔اس کے ساتھ وہ اپنے آبائی علاقہ اور دیگر علاقوں میں بھی دینی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ان کے فتاویٰ ابھی تک غیر مرتب ہیں۔انہوں نے قرآن کی تفسیر کا مسلسل درس ۱۴سال میں مکمل کیااور حدیث میں مشکوۃ المصابیح کادرسِ حدیث آٹھ سال میں مکمل کیا۔انہوں نے تفسیر سلطانی، فضائلِ رمضان، محاسنِ کنزالایمان من ھوسید، محفلِ میلادالنبی وغیرہ کتب تحریر کی ہیں۔

ترجمہ قرآن کاتعارف:

انہوں نے قرآن مجید کااردو زبان میں آسان اور سہل ترجمہ قرآن کیا۔یہ ترجمہ قرآن غیر مطبوعہ ہے۔

تفسیر سلطانی از مفتی محمود حسین شائق:

مفتی محمد شائق حسین نے قرآن مجید کی تفسیر تحریر کی۔اس کا نام انہوں نے تفسیر سلطانی تجویز کیا۔

تفسیر کا منہج واسلوب:

یہ تفسیر جدید دور کے فقہی، سیاسی اور معاشی مسائل کے حل میں معاون ہے۔یہ تفسیر غیر مطبوعہ ہے۔

اس آرٹیکل میں گوجرخان میں اہلِ علم کی قرآنیات میں خدمات میں ان کے کئے گئے تراجمِ قرآن، تفاسیر اور علوم القرآن کا تعارفی مطالعہ پیش کیا گیاہے۔اس علاقہ میں قرآنیات میں اہلِ علم نے مختلف حوالوں سے کام کیاہے۔انہوں نے مکمل قرآن مجید کے دروس کو کئی سالوں میں مکمل کیاہے۔ان کے دروس ابھی تک صوتی شکل میں محفوظ ہیں یاان کو ابھی تک کتابی شکل میں شائع نہیں کیاگیا۔

۱۰۔آیاتِ متشابہات اور جدید سائنس از ڈاکٹر محمد احسن قریشی

ڈاکٹر محمد احسن قریشی نے اس میں بعض آیاتِ متشابہات کی تفسیر تحریر کی ہے۔یہ مطبوعہ ہے۔اس کو فکشن ہاؤس لاہور سے شائع کیا گیاہے۔اس میں انہوں نے سائنس اور قرآن مجید کی روشنی میں تحریر کیا۔

نتائج مقالہ:

اس مقالہ میں گوجر خان کے اہلِ علم کے قرآن فہمی کا مختصر جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ گوجر خان میں قرآن مجید کے پانچ تراجم مختلف زبانوں میں کئے گئے ہیں۔ یہ قرآن مجید کے عام فہم بامحاورہ تراجم ہیں۔ قرآن مجید کی ایک مکمل تفسیر اور تین جزوی تفاسیر اس علاقہ میں لکھی گئی ہیں۔ اس مقالہ میں اس علاقہ کے اہلِ علم کے قرآنی دروس اور تفسیر و تراجم پر مقالات کو صرف ضمنا شامل کیا گیا ہے۔ ان دروسِ قرآن پر الگ سے تحقیقی کام ہو سکتا ہے۔

۱۔ گوجر خان میں قرآن مجید کا فارسی زبان میں ایک ترجمہ کیا گیا ہے۔ یہ ترجمہ غیر مطبوعہ ہے۔

۲۔ گوجر خان کے ایک سکالر نے انگریزی میں ترجمہ قرآن کیا۔

۳۔ گوجر خان میں ایک جزوی پوٹھوہاری میں ترجمہ قرآن کیا گیا ہے۔ یہ غیر مطبوعہ ہے۔

۴۔ گوجر خان میں قرآن مجید کی ایک مکمل تفسیر لکھی گئی ہے اور یہ غیر مطبوعہ ہے۔

۵۔ اس میں تین جزوی تفاسیر تحریر کی گئی ہیں۔ یہ کسی سورت یا مخصوص آیات کی تفسیر پر مشتمل ہیں۔

۶۔ گوجر خان میں مشکل القرآن پر بھی تحقیقی کام کیا گیا ہے۔

۷۔ گوجر خان میں علوم القرآن پر دو کتب پر تحریر کی گئی ہیں۔

سفارشات و تجاویز:

۱۔ اس علاقہ میں فارسی زبان میں کیے گئے تراجم پر تحقیقی مقالات لکھوائے جائیں۔

۲۔ اس علاقہ میں لکھی گئی تفاسیر پر تحقیقی مقالات لکھوائے جائیں۔

۳۔ گوجر خان میں مشکل القرآن پر کیے گئے کام پر تحقیقی کام کیا جائے۔

۴۔ گوجر خان میں علوم القرآن میں لکھی گئی کتب پر تحقیقی مقالات لکھوائے جائیں۔

۵۔ ان مترجمین کی فقہ، سیرت اور دیگر علوم پر لکھی گئی کتب پر بھی تحقیقی کام ہو سکتا ہے۔

References

---

[1] ۔ آل عمران، سید، ہمارا گوجر خان، راولپنڈی، اشرف بک ایجنسی کمیٹی چوک، ص ۲۱۔

[2] ۔ مزید دیکھیے۔ حسن نواز، شاہ، گوجر خان کے سہروردی مشائخ، نڑالی، مخدومہ امیر جان لائبریری، ط اول، ۲۰۱۳ء، ص ۵۸۷، ۵۸۶۔

[3] ۔ ایضا، ص ۶۲۔

[4] ۔ اکرام الحق، راجہ، تاریخ گوجر خان، ص ۱۱۵۔

[5] ۔ ایضا۔

[6] ۔ منیر الدین احمد، ڈھلتے سائے زندگی نامہ، ط، اول، ۲۰۰۶ء۔ ص ۱۵۔

[7] ۔ منیر الدین احمد، ڈھلتے سائے زندگی نامہ، ط اول، ۲۰۰۶ء۔ ص ۳۸۔ منیر الدین، احمد، مولوی محمد فضل خان، ایک عالمِ ربانی کی داستانِ حیات، کمر، فیلڈ، فضلی بکس، ط، ۲۰۲۱ء، ص ۴۵۔ اس علاقہ کے محققین ان کے رجوع الی الاسلام کو صحیح سمجھتے ہیں۔

[8] ۔ مزید دیکھیے۔ حسن نواز، شاہ، گوجر خان کے سہروردی مشائخ، نڑالی، مخدومہ امیر جان لائبریری، ط اول، ۲۰۱۳ء، ص ۹۸۔ اس کی مزید تفصیل حسن نواز کی کتاب قادیانیت اور تحصیل گوگرخان (قلمی) سے تفصیل معلوم کی جاسکتی ہے۔

[9] ۔ منیر الدین احمد، پیشِ لفظ اسرارِ شریعت، مولوی فضل خان، لاہور، شیخ غلام علی سنز، ط چہارم،، ۲۰۱۵ء، ص ۷۔

[10] ۔ ایضا، ص ۷۔

[11] ۔ یہ گوجر خان کا قدیم گاؤں ہے۔ اس علاقہ کے دیگر اہل علم نے بھی قرآنی خدمات سرانجام دی ہیں۔

[12] ۔ محمد شاہد، اپنے بزرگوں کو یاد رکھیے، ماہنامہ فیضانِ مدینہ، دسمبر ۲۰۲۱ء، ص ۵۔ بشیر احمد، قاضی محمد ارشاد الٰہی، مشمولہ نوائے وقت، راولپنڈی، ۱۲ مارچ ۱۹۸۵ء، ص ۶۔

[13] ۔ چورہ شریف تحصیل جنڈ ضلع اٹک میں ایک قدیم گاؤں ہے۔ اس میں مشہور خانقاہ ہے۔ تیراہیہ سے پہلے بزرگ یہاں آئے۔

[14] ۔ حسن نواز، گوجر خان کے سہروردی مشائخ، نڑالی: مخدومہ امیر جان لائبریری، ط اول ۲۰۱۳، ص ۱۲۶۔

[15] فیضی، ارشاد الٰہی، جواہر البیان فی تفسیر القرآن، نور آرٹ پریس، ص ۵۔

[16] ۔ ہمایوں عباس، شمس، قرآن کریم کے چند غیر معروف اردو تراجم در مقالات قرآن کانفرنس، بہاول پور، اسلامیہ یونیورسٹی، ج ۲، ص ۳۴۹۔

[17] ۔ سفیر یاؤ جنگ، نوائے وقت، ۲۸ جون ۲۰۱۲ء، ص ۳۔

[18] ۔ عرفانی، وجیہ السماء، عرفان القرآن، لاہور، محمد حبیب عرفانی سندر شریف، ط، ۱۴۲۶ھ، ص ۹۷۹۔

[19] ۔ ایضا، ص ۲۔

[20] ریاض مجید، ڈاکٹر، سید محمد وجیہ السماء کے مجموعہ نعت پر ایک نظر، روزنامہ پاکستان، 13 مئی 2016ء۔

[21] ۔ وہاج الدین، اردو میں ترجمہ قرآن کی تاریخ، مقالہ پی ایچ ڈی، ص ۱۳۹۔ ہمایوں عباس، شمس، قرآن کریم کے چند غیر معروف اردو تراجم، ص ۳۴۹۔

[22] ۔ عرفانی، وجیہ السماء، عرفان القرآن،، ص ۹۷۳۔

[23] ۔ ایضا، ص ۹۷۵

[24] ۔ ایضا، ص ۹۷۵

[25] ۔ البقرۃ: ۵:۱

[26] ۔ عرفانی، وجیہ السماء، عرفان القرآن، ص ۲

[27] ۔ ایضا، ص ۹۷۳۔

[28] عرفانی، وجیہ السماء، عرفان القرآن، ص ۹۷۳۔

[29] ۔ قمر، عبداللہ، بھاٹہ تاریخ کے آئینے میں، ص ۲۲۸۔

[30] ۔ حسن نواز، شاہ، گوجر خان کے سہروردی مشائخ، ص ۹۵۔ قمر، محمود عبداللہ، بھاٹہ تاریخ کے آئینے میں، ص ۲۲۸۔

31 ۔شیدا، عبدالغنی، عمدۃ البیان فی تفسیر مشکلات القرآن، ص ۴۵۳

32 ۔مزید دیکھیے۔ حسن نواز، شاہ، گوجر خان کے سہروردی مشائخ، ص ۱۲۶۔

33 ۔ سلمان احمد، عمدۃ البیان فی تفسیر مشکلات القرآن، تقریظ، ط ۲۰۰۰، اء، ص ۲۔

34 ۔ایضا، ص ۳۔

35۔ سلمان احمد، عمدۃ البیان فی تفسیر مشکلات القرآن، تقریظ، ط ۲۰۰۰، اء، ص ۲۔

36۔ شیدا، عندالغنی، عمدۃ البیان فی تفسیر مشکلات القرآن، ص ۴۵۴

37 ۔شیدا، عندالغنی، عمدۃ البیان فی تفسیر مشکلات القرآن، ص ۴۵۴

38 ۔ایضا، ص ۴۵۵۔

39 ۔ قمر، عبداللہ، بھاٹہ تاریخ کے آئینے میں، ص ۲۳۰۔

40 ۔مولاا عبدالغفور ہزاروی نے وزیرآباد میں دورہ تفسیر کی کئی برس تدریس کی۔اس میں قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیر کی تعلیم دی جاتی تھی۔

41 ۔مولانا سردار احمد کا تعلق ہندوستان سے تھا۔انہوں نے منظرِ اسلام بریلی میں تدریس کی۔ہندوستان میں انہوں نے مولانا منظور نعمانی کے ساتھ علمِ غیب پر مکالمہ اور مناظرہ کیا۔اس کے بعد وہ پاکستان میں فیصل آباد میں منتقل ہو گئے اور انہوں نے یہاں پر حدیث کے اسباق کی تدریس کی اور مولانا احمد رضا خان بریلوی کے افکار و نظریات کا دفاع کیا۔

42 ۔راقم الحروف نے ان کا جون ۲۰۲۲ء میں ان کا بالمشافہ انٹرویو کیا تھا۔

43 ۔راقم نے مولانا پیر غلام حبیب سے ان کے گاؤں میں ان کے گھر ملاقات کی۔ان سے معلوم ہوا کہ وہ ترجمہ قرآن کر رہے ہیں۔